روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ بدھ ۱۸۔ شعبان ۱۴۱۱ ھ، ۶۔ امان ۱۳۷۰ ہش، ۶۔ مارچ ۱۹۹۱ء نمبر ۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حمد کرنے میں کائنات کی ہر چیز شامل ہے

"حمد کرنے میں کائنات کی ہر چیز شامل ہے۔ صرف جانداروں کا ہی ذکر نہیں فرمایا گیا بلکہ ہر وہ چیز جو آسمانوں میں یا زمین میں ظاہر یا مخفی طور پر موجود ہے۔ وہ سب خدا تعالیٰ کی حمد کر رہی ہوتی ہے۔ فرمایا: لیکن تم اس کو سمجھتے نہیں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"توبہ دراصل حصولِ اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤیّد چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ یعنی جو شخص اپنے اخلاقِ سیّئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچّے دل اور پکّے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں بدوں اُن کی تکمیل کے سچّی توبہ جسے توبۃ النّصوح کہتے ہیں، حاصل نہیں ہو سکتی"۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۸۷)

"ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔ بلکہ ایسی قوّت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمّت اور قوّت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوّت اور دلیری ہے"۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۸ و ۸۹)

درخواستِ دُعا

مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ لاہور جو بطور صدر بورڈ قضاء سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں کو یرقان کی تکلیف ہو گئی تھی کئی ٹیسٹ کروانے کے بعد تشخیص کے نتیجہ میں ضروری قرار دیا گیا کہ بغرض علاج انگلستان تشریف لے جائیں۔ چنانچہ ۲۱ فروری کو آپ لندن جا چکے ہیں جہاں علاج کروایا جا رہا ہے۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دُعا عرض ہے۔

(مبارک مصلح الدین احمد)

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں جدید لیبارٹری کا افتتاح عمل میں آگیا

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے افتتاح کیا اور دعا کروائی

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ترقی کے ایک نئے سنگِ میل یعنی جدید کلینیکل لیبارٹری کا افتتاح عمل میں آیا۔ تقریب افتتاح میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر ہسپتال میں ایک سادہ اور باوقار تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں محترم کرنل ایاز محمود خان صاحب ریٹائرڈ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات بیان کیں اور اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب اور دیگر مہمانانِ گرامی نے نئی دو منزلہ جدید لیبارٹری دیکھی اور اس میں نصب جدید ترین آلات ملاحظہ کئے جس کے بعد مہمانوں نے ہسپتال کی عمارت میں لگی ہوئی ایک نمائش دیکھی جس میں ڈاکٹری کے مختلف آلات کی نمائش کی گئی تھی۔ بعد ازاں مہمانانِ خواتین و حضرات کو علیحدہ علیحدہ انتظام کے تحت ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

تقریب افتتاح کا آغاز پونے پانچ بجے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی آمد پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم قاری محمد عاشق صاحب انچارج مدرسۃ الحفظ نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم قاری صاحب نے ہی آیات کریمہ کا ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر محترم کرنل ریٹائرڈ ایاز محمود خان صاحب نے خطبہ استقبالیہ میں مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ ہسپتال کی ترقی کے مختلف مراحل بیان کئے۔ اور بتایا کہ اس ہسپتال کی خاص خصوصیت بلاتفریق مذہب و ملت یا رنگ و نسل مخلوق خدا کی بے لوث خدمت ہے چنانچہ ہر ماہ ہزاروں مستحقین کو مفت طبّی امداد و ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کے بعد ہسپتال

باقی صٗ پر

جھلکیاں

○ لیبارٹری کے افتتاح کی تقریب کے لئے ہسپتال کے آؤٹ ڈور نواب محمد دین بلاک کے پہلو میں شامیانہ نصب تھا جہاں عورتوں اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظامات تھے۔

○ ہسپتال کے ڈاکٹر صاحبان سفید اوور آل پہنے مہمانوں کا استقبال کرنے کیلئے مستعدی سے ڈیوٹی ادا کر رہے تھے۔

○ لیڈی ڈاکٹر صاحبات اور نرسز کا عملہ خواتین کا استقبال کر رہا تھا۔

○ سارا ہسپتال صفائی اور ستھرائی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہا تھا۔

○ ہسپتال کے اندر لگے ہوئے نئے نیون سائنز شام ہونے پر جلائے گئے تھے خوبصورتی میں ایک نیا اضافہ تھے۔

○ سٹیج پر مہمان خصوصی اور ایڈمنسٹریٹر صاحب کے علاوہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ اور محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب تشریف فرما تھے۔

○ سٹیج سیکرٹری کے فرائض نوجوان ڈاکٹر مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر نے ادا کئے۔

○ تقریب افتتاح میں ربوہ کے چیدہ چیدہ

باقی صٗ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۶ ۔ امان ۱۳۷۰ ہش ۶۔ مارچ ۱۹۹۱ء

قومی زندگی اور قربانی

قومیں افراد سے بنتی ہیں اور جو کچھ افراد پر صادق آتا ہے وہی قوموں پر صادق آتا ہے۔ افراد کاہل ہوں تو قوم چست نہیں ہو سکتی۔ افراد جاہل ہوں تو قوم عالم نہیں ہو سکتی۔ افراد بزدل ہوں تو قوم بہادر نہیں ہو سکتی۔ اور یہی بات زندگی کے ہر پہلو کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔

ہر فرد صرف قربانی ہی سے ترقی کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی فرد پر ترقی کی کوئی منزل یونہی تھوپ دی جائے اور قربانی نہ کرنے والا ہو تو وہ اس سے آگے ترقی نہیں کر سکے گا۔ بلکہ جہاں تک پہنچ گیا ہے وہاں سے بھی نیچے آ گرے گا۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ زندگی کے ہر دَور میں اپنے اپنے دَور کے مطابق قربانی کرنی پڑتی ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ کوئی دَور بھی مستثنیٰ نہیں۔ بچپن میں جب بڑے بچوں کی تربیت کرتے ہیں تو بچوں کو کسی نہ کسی رنگ میں قربانی کرنی پڑتی ہے۔ یہ نہ کرو اور وہ نہ کرو۔ یہ نہ کہو اور وہ نہ کہو۔ اس میں قربانی ہی کا تو عنصر شامل ہے۔ اسی طرح نوجوانوں کو اپنے جذبات۔ اپنے احساسات اپنے وقت کی قربانی کرنا پڑتی ہے۔ وہ زیادہ وقت کھیلنا چاہتا ہے۔ جبکہ اسے زیادہ وقت تعلیم کو دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور نتیجۃً وہ کھیل کا وقت کم کر کے تعلیم کو زیادہ وقت دیتا ہے۔ یہ بھی تو قربانی ہی ہے۔ اسی طرح بوڑھوں کو کسی نہ کسی رنگ میں اپنے بچوں کیلئے اور ان نوجوانوں کیلئے قربانی کرنا پڑتی ہے اور یہی قربانیاں ہیں جو ان کی ہمہ جہت ترقی کا باعث بنتی ہیں۔

اسی طرح قومی ترقی کے لئے بہت سی قربانیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر قوم کا ہر فرد قربانی کرنے کیلئے تیار ہو تو قوم یقیناً ترقی کی راہ پہ گامزن ہو سکے گی۔ ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ قربانی کرے اور ہر اس قربانی میں حصّہ لے جو قوم کے لئے ضروری قرار دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہم میں سے ہر شخص قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے اور یہی قربانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہیں اور جماعت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قربانی کرنے والے پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا رہے۔ اور جماعت ہمیشہ ترقی کرتی رہے۔

رنگ ہو نسل ہو کہ مذہب ہو
جنبہ داری نہیں ہمارا کام
ساتھ دیتے ہیں اہل حق کا ہم
جیت جائیں کہ ہم رہیں ناکام

الوالاقبال

○

پھر شبِ دیجور دروازہ کھُلا
روشنی کا باب اِک تازہ کھُلا

کون کافر ہے مسلماں کون ہے
ہو گیا خلقت کو اندازہ کھُلا

آگ اور پانی گلے مِلنے لگے
بیربل سے ملاّ دوپیازہ کھُلا

کھُلتے کھُلتے اس بُتِ عیاّر کا
ہر قدم پر جھوٹ اِک تازہ کھُلا

پارہ پارہ ہو گئی ساری کتاب
بیچ چورا ہے کے شیرازہ کھُلا

بے خبر پہلے ہی شہرِ عشق کا
رات دن رہتا ہے دروازہ کھُلا

مَیں شہیدِ عشق ہوں رُخ پر مرے
اَشک اور الہام کا غازہ کھُلا

چھُپ کے پیتا ہوں فقیہِ شہر سے
کر رہا ہوں ذکرِ خمیازہ کھُلا

آسماں سے بات کرنے کے لئے
کوئی تو رہنے دو دروازہ کھُلا

چوہدری محمد علی

وفات یافتہ بزرگوں کو تحریک جدید میں شامل کریں

اگر آپ اپنے وفات یافتہ بزرگوں کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرنے کا اہتمام فرما کر اس صدقہ جاریہ میں ان کو شریک کریں یہ آپ کی احسان شناسی ہوگی۔

اس میں ہر دفتر کے بزرگوں کو شامل کیا جا سکتا ہے صرف دفتر اوّل کی تخصیص پر حصر نہ کیا جائے۔ ہمارے سامنے سیدنا حضرت فضلِ عمر کا نمونہ موجود ہے۔ حضور کے چندے میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل کئے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے ایک خطبہ میں فرمایا۔

میں نے اس سے پہلے خطبے میں یہ بتایا تھا کہ ہماری ساری جماعت کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ محنت سے کام کریگی اور عقل سے محنت کریگی اور پھر اپنے آپکو ہر کام کے نتیجہ کی ذمہ دار قرار دیگی۔ یہ ہیں تو ایک ہی چیز کے تین حصے لیکن یہ تین درجے ہیں۔ اوّل یہ کہ محنت سے کام کیا جائے لیکن صرف محنت کے ساتھ کوئی کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک محنت عقل سے نہ کی جائے۔ اور عقل سے محنت کبھی نہیں کی جا سکتی جب تک کہ انسان اپنے آپ کو نتائج کا ذمہ دار قرار نہ دے اگر کسی کا دل یہ محسوس کرتا ہے کہ ناکامی کی صورت میں وہ قوم کے سامنے ہزار بہانے بنا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہے کہ ناکامی کی صورت میں وہ اپنی عزّت بچا سکتا ہے اور اپنی شہرت اور مقام کو محفوظ رکھ سکتا ہے تو وہ یقیناً پوری محنت نہیں کریگا۔ کیونکہ کسی کام کو محنت سے کرنے کے بڑے بڑے INCENTIVE یعنی محرک اور سبب دنیا میں یہی ہوتے ہیں کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کام کے نتیجے میں وہ سرخروئی حاصل کرے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے مالک کے سامنے سرخروئی حاصل کرے اور ارد گرد کے لوگوں میں عزت حاصل کرے۔ اگر یہ محرک نکال دو یا باوجود ناکامی کے اس چیز کا کوئی اور سبب قرار دو تو انسان محنت نہیں کریگا۔ وہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آگ دی گئی ہے۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں...... انہیں کسی کے سکھانے اور تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انکے اندر ایک آگ ہوتی ہے جسکے ذریعے وہ دنیا کے اندر ایک تغیّر پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ انقلابی وجود بنا دیا یا جنہیں خدا تعالیٰ نے آگ دے دی سو دے دی۔ لیکن اگر کسی کو دنیا میں تربیت سے انقلابی وجود بنانا ہو تو وہ بغیر کسی ذریعے کے نہیں بنے گا۔ اور وہ ذریعہ انسانی کاموں میں یہ ہے کہ انسان کے اندر یہ احساس ہو کہ اگر اس کی محنت بار آور ہوئی تو وہ عزت پا جائیگا۔ وہ سرخروئی حاصل کر لیگا۔ اور اگر ناکام رہا تو قوم اس کی زبان کے سارے بہانے رد کر دیگی اور کہے گی یہ شخص کذّاب ہے۔ اسی نے ہماری قوم کا بیڑا غرق کیا ہے۔ جس شخص کے اندر یہ احساس موجود ہے کہ وہ کامیاب ہو جائے گا اور جس شخص کے اندر یہ احساس نہیں وہ جانتا ہے کہ اسکی قوم بیوقوف ہے اور اپنی ناکامی کی صورت میں وہ اسے دھوکا دے سکتا یا اسکی قوم میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو سستی تعریف حاصل کرنیکے عادی ہیں اگر ناکامی کی صورت میں قوم نے اسے سزا دی تو اس قسم کے لوگ اسکی سفارش لے کر افسران بالا کے پاس چلے جائیں گے اب اگر وہ لوگ دیانت دار ہیں اور سفارش کرنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اس قسم کی سفارشات کو رد کر دیں گے۔ اور قومی مفاد کو انفرادی مفاد پر ترجیح دیں گے تو پھر بھی سفارش کرنیوالے سمجھتے ہیں کہ یہ بات افسر نے تو ماننی ہی نہیں ہاں اگر ہم سفارش لے کر اس کے پاس چلے جائیں گے تو ہم لوگوں میں مقبول ہو جائیں گے لیکن اگر وہ بد دیانت ہیں تو یقیناً اس قسم کے طرز عمل سے قوم کا بیڑہ غرق ہو گا۔ کیونکہ جب بھی کسی قوم کے افراد کے اندر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ کام کا نتیجہ انکی طرف منسوب نہیں ہو گا بلکہ وہ ناکامی کی صورت میں نتیجہ تو خدا تعالیٰ یا قسمت کی طرف منسوب کریں گے یا کسی نامعلوم عنصر کی طرف منسوب کریں گے۔ اور اسطرح انکی پردہ پوشی ہو جائے گی۔ تو پوری جدوجہد کا احساس کبھی بھی ان میں پیدا نہیں ہو گا۔

پس جماعت یہ فیصلہ کرے کہ اسنے محنت کرنی ہے اور پھر محنت صحیح کرنی ہے۔ اور پھر وہ یہ فیصلہ بھی کرے کہ اگر اس کے کسی کام کا نتیجہ خراب نکلا تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ جدوجہد صحیح طور پر نہیں ہوئی۔ یہ کہہ دینا کہ ایسا خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ اول درجے کا جھوٹ ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کام کا خراب نتیجہ نہیں نکالتا۔ اگر اسکے کام کا نتیجہ خراب نکلا ہو تو یہ اسکا اپنا قصور ہے۔ اگر تم ایسا کر لو تو تمہارے اندر ایک امنگ اور ولولہ پیدا ہو جائے گا۔ ہماری جدوجہد بہت تیز ہو جائے گی یورپ اور امریکہ کیوں ترقی کر رہے ہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عملاً اور کچھ قولاً بھی منکر ہیں۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اول تو محنت سے کام کرتے ہیں اور پھر ناکامی کی صورت میں نتیجے کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ڈالتے۔ اگر خدا تعالیٰ انسان کے دخل کے بغیر کام کر دیا کرتا تو امریکہ اور یورپ والے کیوں کامیاب ہوتے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرتا۔ اُن کی مدد نہ کرتا حال ہی میں انگلستان کے ریڈیو پر ایک عورت نے لیکچر دیا ہے اور وہ اخبارات میں چھپا ہے کہ اگر تم نے ترقی کرنی ہے تو خدا کو بالکل بھول جاؤ اور اگر خدا اپنانا ضروری ہے تو اپنے اچھے کاموں کو خدا اور برے کاموں کو شیطان سمجھ لو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کے باوجود وہ برابر ترقی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انکے مرد اور عورت دیووں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہی سب کام کر رہا ہوتا تو وہ روس امریکہ اور یورپ والوں کو سست بنا دیتا اور تمہیں چست بنا دیتا لیکن حالت یہ ہے کہ تمہارے حالات خراب ہیں اور انہوں نے خوب ترقی کر لی ہے۔ اب یا تو یہ کہو کہ خدا تعالیٰ ماہر نہیں شیطان ماہر ہے کیونکہ انکے ساتھ شیطان ہے۔ اسلئے وہ جیت جاتے ہیں۔ اور تمہارے ساتھ چونکہ غریب خدا ہے اسے کچھ آتا نہیں اس لئے تم ہر میدان میں ہار جاتے ہو۔ اور یا یہ کہو کہ خدا تعالیٰ تم سے بھی کچھ کام کروانا چاہتا ہے۔ اگر تم محنت کرتے ہو تو وہ تمہاری مدد کرتا ہے۔ اور اگر تم محنت نہیں کرتے تو وہ تمہاری مدد نہیں کرتا اور تم ناکام رہتے ہو۔ اور یہی حقیقت ہے۔ جب تک تمہارے اندر ابراہیمؑ والا ایمان پیدا نہیں ہوتا اور جب تک تمہارے اندر "جب میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے" والا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک تم یہ نہیں سمجھتے کہ بیمار ہم ہونگے شفاء خدا تعالیٰ دیگا۔ جب تک تم یہ نہیں سمجھتے کہ جب بھی کوئی کمزوری آئے گی وہ ہماری طرف سے ہو گی اور جب ہم میں قوت اور طاقت پیدا ہو گی تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب تم یہ احساس پیدا کر لو گے تو تمہارے اندر ایک زبردست محرک پیدا ہو جائے گا۔

اب ایک اور رستہ شروع ہوتا ہے۔ جو قرب الٰہی کا رستہ ہے۔ خدا سے پیار مانگنے کا رستہ ہے۔ اس سے مراتب حاصل کرنے کا رستہ ہے اور اس کے متعلق ہمیں فرمایا کہ یہ رستہ تمہیں عطا ہو گا جب تمہاری عبادت واقعتہً ان رستوں سے گذرے گی جن رستوں سے انعام پانے والوں کی عبادتیں گذر چکی ہیں۔ جہاں تم نعمت کی دعائیں مانگ رہے ہو گے۔ اور یہ دعا پہلی دعا سے بہت زیادہ مشکل دعا ہے لوگ عموماً سمجھتے ہیں (ہم کو سیدھی راہ پر چلا) کہنا بڑا آسان کام ہے۔ کہ اے خدا ہمیں سیدھے رستے پر چلا۔ بس بات ختم ہو گئی۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ جن لوگوں پر خدا نے انعام کیا تھا۔ وہ تھے کون اور اس دنیا میں کن کن مصیبتوں سے گذرے ہوئے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انعام پانے والوں کے سردار ہیں۔ اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے بھی انعام پائے۔ اور عیسیٰؑ نے بھی پائے اور تمام گذشتہ انبیاء جن کی تاریخ قرآن کریم میں محفوظ ہے وہ لوگ ہیں جو منعم علیہم کے گروہ میں داخل ہیں۔ اس راستے پر چلتے رہے۔ جس طرف خدا نے انعام پانے والے انسان پیدا کئے تھے۔ انعام نہیں رکھے؟۔ یہ انعام حاصل کرنے والے انسان پیدا کئے تھے۔ اب ان پر آپ نظر ڈالیں تو ہر ایک کی زندگی ایک مصیبت (یعنی دنیا کی نظر میں) ایسے خطرناک مراحل سے گذر رہے ہیں۔ ایسے تکلیف دہ حالات کا ساری عمر سامنا رہا۔ ایسی ایسی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے۔ ایسے ایسے دکھ ان پر لا دے گئے۔ کہ جو عام انسان کی کمر توڑ دیتے ہیں۔ تو کیا آپ یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا ہمیں وہ بنا دے۔ اچانک ایک جھٹکا انسان کو لگتا ہے۔ اور انسان حیران رہ جاتا ہے کہ میں کہاں پہنچ گیا (ہم صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کہتے کہتے اللہ سے میں ہر چیز مانگتا ہی چلا جا رہا تھا اور اچانک ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں ڈر لگتا ہے۔ اور دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں کیا مانگ رہا ہوں۔ اور اگر یہ دیانت داری سے مانگنا ہے تو پھر ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور (ہمیں ہمارے مناسب حال عبادت کے طریق بتا) (سورہ بقرہ ۱۲۹) کی دعا مانگ رہا ہوتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ اے خدا اب مجھے میری قربان گاہیں دکھا۔ مجھے بتا کہ کہاں کہاں میرے خون کے قطرے تیری راہ میں بہنے چاہئیں۔ کس کس مقام پر میرے سر قلم ہونے چاہئیں۔ اور میری جان تجھ پر فدا ہونی چاہیئے۔ کتنی عظیم لیکن ایک کتنی مہیب دعا بن جاتی ہے۔ ان معنوں میں کہ انسان منعم علیہ کے گروہ پر جب غور کرتا ہے تو ایک اور ہی تصویر ابھرتی ہے۔ اور اس تصویر کے ساتھ خوف جو پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج قرآن کریم میں ہی رکھ دیا ہے۔ فرمایا منعم علیہم وہ نہیں ہیں جو صرف انبیاء سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ ان کے مختلف مراتب ہیں۔ (اور جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں (سورۃ النساء آیت ۷۰) تم

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد خان رفیق ۔ لندن

ترک سگریٹ نوشی

یہ ۱۹۴۵ء کی بات ہے ۔ مَیں ان دنوں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا ۔ اور اپنے وقت کا زیادہ حصہ پڑھائی میں یا مطالعہ میں گزارتا تھا ۔ کھیلوں سے مجھے بچپن سے کچھ زیادہ رغبت نہیں تھی ۔ ایک دن میرا ایک دوست مجھے کہنے لگا کہ کیوں نہ سکول کے باہر کھیتوں کی کھلی فضاء سے لطف اندوز ہُوا جائے ۔ مَیں نے حامی بھر لی اور سکول ختم ہونے پر ہم دونوں دوست قصبہ سے باہر کھلی فضا میں چلے گئے اور لہلہاتے کھیتوں، سرسبز درختوں اور پھولوں سے لطف اندوز ہونے لگے ۔ اچانک میرے اس دوست نے اپنی جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی ۔ مجھے سگریٹ کی ڈبیہ اس کے پاس دیکھ کر صدمہ ہُوا اور حیرت بھی ہوئی ۔ اس نے ایک سگریٹ سُلگایا اور سگریٹ پینے کے فوائد پر لیکچر دینا شروع کیا ۔ اپنے دعویٰ کی تائید میں کہ سگریٹ نوشی سے انسان کا دماغ ترقی کرتا ہے ۔ سر ونسٹن چرچل کی مثال دی کہ وہ دنیا کے اتنے بڑے سیاستدان ہوتے ہوئے بھی سگار نوشی کا شغل کرتے ہیں ۔ اور بھی کئی سیاستدانوں اور ڈاکٹروں کی مثالیں دیں کہ وہ باقاعدہ شغلِ سگریٹ نوشی کرتے ہیں اگر یہ کوئی خطرناک چیز ہوتی تو یہ لوگ کیوں اسے ہاتھ لگاتے ۔

مَیں اس کی باتیں سُنتا رہا ۔ لیکن مَیں نے اس کی باتوں کا کوئی اثر قبول نہ کیا ۔ بات آئی گئی ہوگئی ۔ کچھ عرصہ بعد پھر یہی دوست ملے اور یہ پروگرام بنا کہ باہر کہیں دیہات میں پکنک منائی جائے ۔ چنانچہ ہم نے کھانے پینے کا سامان لیا اور ایک رہٹ کی طرف چل پڑے ۔ جہاں گھنے درختوں کی چھاؤں اور پانی کی روانی اور ارد گرد کھیتوں کی شادابی ایک عجیب دلکش منظر پیش کر رہے تھے ۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو میرے دوست نے جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی ۔ ایک سگریٹ منہ میں دبایا اسے دیا سلائی دکھائی اور ایک گہرا کش لے کر پھر سگریٹ نوشی کے "فوائد و برکات" پر لیکچر دینا شروع کیا ۔ اس وقت تک نواس شعر کی سمجھ نہ آئی تھی کہ ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

لیکن آج پوری طرح اس شعر کی صداقت میرے دل پر ثبت ہے ۔ مَیں آہستہ آہستہ اس دوست نما دشمن کے لیکچر سے متاثر ہونا شروع ہُوا ۔ اور میرے اس عزم میں کہ سگریٹ نوشی سے بہرکیف اجتناب کرنا ہے ۔ دراڑ پڑنا شروع ہوگئی ۔

چند منٹ کی گفتگو کے بعد میں اس بات پر آمادہ ہوگیا کہ ایک کش لینے میں حرج ہی کیا ہے ۔ پسند نہ آیا تو پھر کبھی ہاتھ نہ لگاؤں گا ۔ چنانچہ سگریٹ ہاتھ میں لیا اور ایک لمبا کش لگایا ۔ کش لگانے کی دیر تھی کہ آنکھیں باہر نکل آئیں ۔ زبردست کھانسی کا دورہ پڑا اور طبیعت اس قدر مضمحل ہوگئی کہ بیان سے باہر ہے ۔ دن کو آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے ۔ پس سگریٹ کو ہاتھ سے پھینکا اور ایک طرف لیٹ گیا ۔ اور اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ کیوں اپنے نادان دوست کی باتوں میں آکر سگریٹ کو ہاتھ لگایا ۔ کافی دیر بعد طبیعت کچھ سنبھل گئی ۔ پانی پیا ۔ استغفار کیا اور فوراً واپس گھر جانے کے لئے چل پڑا ۔ میرا ساتھی بھی کچھ شرمندہ شرمندہ ساتھ چل پڑا ۔ اور کہنے لگا ۔ پہلی دفعہ سبھی کو اس مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن دوسری تیسری دفعہ پینے کے بعد طبیعت اس کی طرف راغب ہو جاتی ہے ۔ میری طبیعت تو پہلے ہی سگریٹ کے کش کے صدمہ سے نڈھال اور مضمحل تھی ۔ مَیں اس دوست پر پل پڑا سگریٹ نوشی پر صلوٰتیں بھیجیں ۔ اور اس دوست کو دھمکی دی کہ آئندہ میرے سامنے سگریٹ کا نام لیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا ۔

چند دن گذرے ۔ ہماری دوستی میں جو رخنہ پڑ گیا تھا وہ بھی بحال ہُوا ۔ تو اب دو تین دوستوں نے پکنک کا پروگرام بنایا ۔ بڑی دھوم دھام سے تیاری شروع ہوئی ۔ کھانا تیار ہُوا ۔ پھل ساتھ لیا گیا ۔ اور یہ قافلہ شاداں و فرحاں باہر کھلی فضا میں پکنک منانے کے لئے روانہ ہُوا ۔ اس دفعہ ایک خوش نما ندی کے کنارے پکنک منانے کا فیصلہ ہُوا ۔ وہاں پہنچے ۔ سب نے اپنی اپنی ڈیوٹی سنبھالی ۔ ایک نے آگ روشن کی تو دوسرے نے اس پر ہنڈیا چڑھائی ۔ ایک نے چادریں بچھا کر فرش تیار کیا تو دوسرے نے برتن وغیرہ خوبصورتی سے سجا لئے ۔ کھیل کود سے فارغ ہو کر کھانے پر پل پڑے ۔ کھانے کے بعد لطائف سناتے کا دَور چل پڑا ۔ اچانک اُسی دوست نے پھر جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکال لی اور سب کو سگریٹ پینے کی دعوت دی ۔ میرے سوا سبھی سگریٹ نوش نکلے ۔ ہر ایک نے کش پر کش لگاتے شروع کئے ۔ اور مجھے فرسودہ خیالات کا فرد قرار دیا اور کہا کہ تم بھلا کیا ترقی کر سکو گے ۔ جب ترقی کی زندہ علامت سگریٹ تک نہیں پی سکتے ۔ وغیرہ آخر میرا عزم متزلزل ہوگیا ۔ اور WILL POWER چکنا چور ہوئی ۔ اور مَیں نے ان سب کی اندھی تقلید میں سگریٹ انگلیوں میں دبایا اور ایک لمبا کش لیا ۔ طبیعت خراب تو ہوئی اور کچھ اُبکائی بھی آئی محسوس ہوئی لیکن اس خیال سے کہ باقی دوست میرا مذاق نہ اڑائیں مَیں نے طبیعت کو قابو میں رکھا اور کش پر کش لگانے شروع کئے ۔

پس یہ پہلا سگریٹ میری آئندہ چودہ سالہ دورِ سگریٹ نوشی کا پیش خیمہ ثابت ہُوا ۔ یہ موذی مرض ایسا لگا کہ باوجود ہزار جتن کے مَیں اس سے جان نہ چھڑا سکا ۔ اور سگریٹ نوشی کی مقدار بڑھتے بڑھتے ۴۰ سگریٹ یومیہ تک جا پہنچی ۔ روزانہ کے سگریٹ پر اُٹھنے والے اخراجات میرے کالج کے زمانہ کے جیب خرچ سے بھی زیادہ ہو جایا کرتے تھے ۔ اور اس ناروا اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مَیں والد صاحب کی خدمت میں مختلف بہانوں کے خطوط لکھ کر رقم منگایا کرتا تھا ۔

۱۹۴۵ء میں لگی یہ لت ۱۹۵۸ء تک میرے لئے سوہانِ روح بنی رہی اور میری صحت کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹتی رہی ۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء لگا ۔ تو ہم کالج کے احاطہ میں محصور ہو کر رہ گئے ۔ دن میں دو ایک گھنٹہ کے لئے کرفیو میں وقفہ ہوتا تو دوسرے طلباء سامان خورد و نوش لینے بازار جاتے اور مجھے یہ فکر رہتی کہ سگریٹ کے ذخیرہ میں کمی نہ آنے پائے ۔ ۱۹۴۷ء میں کشمیر کے محاذِ جنگ پر میں بطور والنٹیئر خدمات سرانجام دینے چلا گیا ۔ سارا دن گولہ باری ہوتی ۔ راتوں کو پہرہ کی ڈیوٹی دینی پڑتی ۔ راشن بہت تھوڑا ملتا تھا ۔ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی کہ گُڑ یا شکر یا روٹی کم ملی ہے ۔ فکر رہتی تو صرف یہ کہ کہیں سگریٹ کے حصول میں دقت نہ پیش آئے ۔ اور بعض اوقات سگریٹ کی ایک ڈبیہ جو لاہور یا پشاور میں ایک روپیہ کی آتی تھی ۔ محاذ پر میں نے پانچ پانچ روپے میں خریدی ۔ اور اس طرح حلال کمائی کو ایک لغو چیز پر قربان کرتا رہا ۔ اور اپنے دل و دماغ کو سگریٹ کے دھوئیں میں ماؤف کرتا چلا گیا ۔ وقت گذرتا رہا اور میری سگریٹ نوشی میں شدت آتی چلی گئی ۔

۱۹۵۸ء کی بات ہے ۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) نے خاکسار کو یاد فرمایا ہے ۔ مجھے معلوم تھا کہ حضور کی قوتِ شامہ بہت تیز ہے ۔ اس لئے ملاقات کے لئے جانے سے قبل اپنی انگلیوں کو جن پر نکوٹین کے استعمال سے ایک زردسی تہہ چڑھی ہوئی تھی ۔ صابن اور سپرٹ سے دھو کر خوب صاف کیا ۔ دھوبی سے تازہ دُھلے ہوئے کپڑے پہنے ۔ کچھ عطر بھی لگایا اور اس بات کا پورا اطمینان کرنے کے بعد کہ اب حضور کو میرے جسم یا کپڑوں سے کسی قسم کی بدبو کے آنے کا امکان نہیں ہوگا ۔ مَیں ملاقات کے لئے چل پڑا ۔ حضور ملاقاتیوں سے اپنے دفتر کی پہلی منزل پر ملا کرتے تھے ۔ مَیں سیڑھیاں چڑھ کر اُوپر گیا ۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا ۔ حضور نے کچھ ہدایات دیں ۔ ملاقات ختم ہونے پر مَیں مصافحہ کر کے باہر جانے کے لئے جب مڑا تو حضور نے فرمایا ابھی بیٹھیں ۔ مَیں بیٹھ گیا تو اچانک حضور نے فرمایا تم دن میں کتنے سگریٹ پی لیتے ہو ۔ یہ سُن کر میری تو گویا جان نکل گئی ۔ سخت گھبراہٹ طاری ہوئی ۔ جس راز کو چھپانے کے لئے مَیں نے ہزار جتن کئے تھے ۔ وہ یوں اچانک افشا ہو جائے گا ۔ میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا ۔ مَیں نے جواب دیا حضور ! سگریٹ تو مَیں بہت پیتا ہوں ۔ فرمایا پھر بھی کتنے روزانہ ۔ مَیں نے عرض کیا ۴۰ سگریٹ پی لیتا ہوں ۔ حضور کو سخت حیرت ہوئی اور دو تین دفعہ دہرایا کہ آپ ۴۰ سگریٹ روزانہ پی لیتے ہیں ؟ مَیں نے شرمندگی سے سر جُھکا کر ہاں مَیں جواب دیا ۔ اس پر حضور نے فرمایا تم بی اے پاس ہو اور شاہد کی ڈگری بھی حاصل کرنے والے ہو اور میرے اندازے کے مطابق ذہین نوجوان ہو ۔ تمہیں یقیناً سگریٹ نوشی میں کچھ فوائد نظر آتے ہوں گے ۔ مجھے بھی ان میں سے چند فوائد سے مطلع کرو ۔ تاکہ میرے بھی علم میں اضافہ ہو ۔ مَیں نے شرمندگی سے سر جُھکا کر کہا حضور ! اس میں تو قطعاً کوئی فائدہ نہیں ۔ حضور نے فرمایا پھر تم ایک ایسے لغو فعل کے کرنے میں کیوں مگن رہتے ہو جو سراسر لغو اور بے فائدہ اور نقصان رساں ہے ۔ کسی پڑھے لکھے نوجوان سے تو یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ جان بوجھ کر اور سمجھتے ہوئے ایک لغو حرکت کرے گا ۔ اور اپنی صحت کو برباد کرے گا ۔ پھر فرمایا ۔ "مَیں نے حال ہی میں ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضمون پڑھا ہے۔ جس میں لکھا تھا کہ ایک یورپین پارٹی ہمالیہ کے پہاڑ کی ایک چوٹی کو سر کرنے کے لئے گئی تو ان میں سے ایک شخص اس لئے موت کا شکار ہو گیا کہ اس کے پاس سگریٹ ختم ہو گئے تھے۔ اور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔" پھر فرمایا مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص مہم جوئی میں اس قدر آگے نکل جائے کہ ہمالیہ کو سر کرنے نکلے اور مارا جائے سگریٹ نہ ملنے سے۔" پھر فرمایا " سگریٹ کا استعمال علاوہ صحت کی بربادی، سرطان کے خطرہ اور دل و دماغ کے متاثر ہونے کے علاوہ مالی طور پر بھی انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ جو رقم سگریٹ نوشی پر خرچ ہوتی ہے اگر اس کا دسواں حصہ بھی اچھی اور متناسب خوراک پر خرچ کیا جائے تو رقم بھی بچ جائے گی اور صحت و تندرستی میں بھی ترقی ہو گی"۔

اس گفتگو کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم سنجیدگی سے اس عادت کو ترک کرنے پر تیار ہو یا نہیں۔ میں نے عرض کیا حضور نہ صرف تیار ہوں بلکہ کئی مرتبہ اس نامراد مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے جتن بھی کر چکا ہوں لیکن

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

کا مصداق ہوں۔ اور کئی بار چھوڑنے کے بعد میرا عزم میرا ساتھ نہیں دیتا رہا۔

حضور نے فرمایا " طریقہ میں بتا دیتا ہوں عمل تم کرو اور اگر تم نے صدق دل سے میرے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا اور اپنے عمل کے ساتھ دعا کو بھی شامل کیا تو اللہ نے چاہا تو تمہیں اس سے مستقل نجات مل جائے گی"۔ میں نے وعدہ کیا کہ حضور کے نسخہ پر ضرور عمل کروں گا۔ حضور نے فرمایا۔ " سگریٹ نوش عام طور پر سگریٹ نوشی ترک کرنے کا عزم کرتے وقت جو ڈبیہ ان کی جیب میں ہوتی ہے۔ اس کو ختم کر چکنے کے بعد سگریٹ نوشی کو ترک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ یا سگریٹ کی مقدار کم کر کے سمجھتے ہیں کہ بالآخر وہ اس سے نجات پا لیں گے۔ لیکن اس طرح وہ ہمیشہ ناکام ہی رہتے ہیں۔ اس لئے میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ اب یہاں سے اٹھ کر اگر تم نے سگریٹ کی ڈبیہ نیچے کہیں چھپا رکھی بھی ہو تو اس کو اپنے پاؤں تلے مسل دو اور یہ عزم کر کے نیچے اترو کہ اب اس کو ہاتھ نہ لگاؤں گا میری دوسری نصیحت یہ ہے کہ جس دکان سے تم سگریٹ خریدتے ہو اسی کے پاس بھی ۴۰ دن تک نہیں جانا۔ اس کے سامنے سے بھی نہیں گذرنا۔ میری تیسری نصیحت یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو ایسے دوستوں کی صحبت سے ۴۰ یوم تک کلی اجتناب اختیار کرو جو سگریٹ نوش ہوں۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو آج ان میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ میں نے حضور کے حکم کی تعمیل میں سگریٹ نوشی ترک کر دی ہے اس لئے جو بھی مجھے سگریٹ پینے کی ترغیب دے گا وہ حضور کا نافرمان بنے گا۔ اور میں بھی ایسے دوست کے نام سے حضور کو مطلع کر دوں گا۔ میری چوتھی نصیحت یہ ہے کہ عام طور پر سگریٹ پینے کی طلب کھانا کھانے یا کوئی چیز کھانے کے بعد بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے تم جیب میں چنے رکھو۔ اور جب بھی سگریٹ کی خواہش پیدا ہو چنے کھا لیا کرو۔ اس طرح سگریٹ کی طلب کی شدید خواہش میں معتد بہ کمی آ جایا کرے گی نیز اپنی WILL POWER کو یہ بات بار بار یاد کرنے سے خراب نہ کرو۔ کہ کاش آج کھانے کے بعد ایک سگریٹ پینے کو مل جائے وغیرہ۔ سوچنے سے بھی WILL POWER متاثر ہوتی ہے"۔

حضور نے آخر میں فرمایا " جو ترکیب میں نے بتائی ہے اس پر ۴۰ یوم عمل کرنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا ۴۰ دن کے بعد مجھے مل کر مجھے پوری رپورٹ دینا۔ اور جو کچھ بھی بیتے سچ سچ بتانا"۔ میں نے حضور سے وعدہ کیا کہ اس پر سو فیصد عمل کروں گا اور باہر چلا آیا۔

شروع کے چند دن بہت تکلیف میں گذرے۔ طبیعت میں ہر وقت بے چینی اور اضطراب رہنے لگا۔ کسی کام میں بھی دل نہ لگتا تھا۔ لیکن حضور سے کئے ہوئے وعدہ کو سو فیصد پورا کرنے کی سعی کرنے میں بھی کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔ دس بارہ دن گذرے تو آہستہ آہستہ سگریٹ کا خیال ذہن سے محو ہونا شروع ہو گیا۔ چالیس دن کے بعد تو بالکل بھول ہی گیا کہ میں کبھی سگریٹ پیا کرتا تھا۔ اکتالیسویں دن میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی حضور نے دریافت فرمایا۔ میرا نسخہ استعمال کرنے سے کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور سو فیصد۔ حضور نے زور سے (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) فرمایا اور پھر دریافت فرمایا کہ ترکِ سگریٹ نوشی کے بعد اب تم کیا سمجھتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور کچھ وزن زیادہ ہو گیا ہے جس کی بظاہر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی فرمایا " سگریٹ نوشی سے ذائقہ کی حس کمزور ہو جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے کھانے میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ جب تم نے سگریٹ سے نجات حاصل کر لی۔ تو قوتِ ذائقہ بھی تیز ہو گئی اور کھانے کی مقدار بھی بڑھ گئی اس لئے وزن زیادہ ہونا قدرتی بات ہے۔ اس کی فکر نہ کرو۔ کھانے میں اعتدال سے اللہ نے چاہا تو وزن قابو میں رہے گا"۔

آج دل کی گہرائیوں سے اس عظیم محسن کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں جن کی توجہ، دعا اور جن کے نسخہ سے میں سگریٹ نوشی کے مرض سے صحت یاب ہوا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

تعارف

مقربانِ الٰہی کی سُرخروئی۔۔۔۔

مولانا دوست محمد شاہد اپنی کتاب "مقربانِ الٰہی کی سرخروئی۔۔۔۔۔" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ کے محبوبوں، مقربوں اور مقدسوں کو ہمیشہ امتحان اور ابتلا میں ڈالا جاتا ہے تاکہ دنیا پر ثابت ہو کہ ہر قسم کے مصائب اور مشکلات کے باوجود وہ اپنے دعویٰ محبت الٰہی میں کیسے ثابت قدم نکلے اور مصائب کے زلزلے اور حوادث کی آندھیاں اور قوموں کا ہنسی ٹھٹھا کرنا اور دنیا کی ان سے سخت کراہت ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ کر سکی

صادق آں باشد کہ ایام بلا
می گذارد با محبت با وفا

چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔

" ابتلا جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے ان کو دکھاتا ہے۔ یہ ابتلا اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام و نشان مٹا دیوے۔ کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزوجل اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے۔ بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے۔ اسلئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پہنچا دے۔ اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے ان کو سکھا دے یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور انجیل میں آزمائش کے وقت حضرت مسیحؑ کی غریبانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں جناب فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قدرت کی تصریح کرتے ہیں۔ اگر یہ ابتلا درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارج کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے انہوں نے پا لئے۔ ابتلاء نے ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجے کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں۔ اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکاروں اور بے عزتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے۔ یہاں تک کہ ربانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا۔ کچھ مدت تک منہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو یک بارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے۔ اور ایسا انہیں تنگی و تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہیں۔ اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھلایا کہ گویا وہ ان پر ذرا مہربان نہیں۔ بلکہ ان کے دشمنوں پر مہربان ہے اور ان کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا۔ غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں نہایت شدت و سختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں ان پر ہوئیں۔ پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادے سے باز نہ آئے اور سست اور دل شکستہ نہ ہوئے۔ بلکہ جتنا مصائب و شدائد کا بار ان پر پڑتا گیا۔ اتنا ہی انہوں نے آگے قدم بڑھایا اور جس طرح وہ توڑے گئے اسی قدر وہ مضبوط ہوتے گئے۔ اور جس قدر انہیں مشکلات راہ کا خوف دلایا گیا اسی قدر ان کی ہمت بلند اور ان کی شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی۔ بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہو کر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہو گئے۔ اور عزت اور حرمت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔ اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہو گئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے۔

غرض انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلا نازل ہوتے ہیں اور انہی کی قوت ایمانی ان آزمائشوں کی برداشت بھی کرتی ہے۔ عوام الناس جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ ویسے اس کے خالص بندوں کی شناخت سے بھی قاصر ہیں۔ بالخصوص اُن محبوبان الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں وہ عوام الناس بڑے سے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں گویا ڈوب ہی جاتے ہیں۔ اور اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کے انجام کے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہٗ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اسکو نابود کر دیوے بلکہ اس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودہ پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اسکے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کئے جاتے ہیں۔

(سبز اشتہار)

حضرت اقدس نے ابتلاء کے اس فلسفے پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے نہایت لطیف اور عارفانہ رنگ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ۔

"لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتے ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں۔ اور معارف اور نکات ان کے منہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے۔ اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یافتہ ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہی پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہی پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور ان کی در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اسکی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر ایک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ)

اس چھیالیس صفحات کی مختصر سی کتاب میں مصنف نے پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک پچاس سے زیادہ ایسے افراد کے نام گنوائے ہیں جو یوں تو امت مسلمہ میں بہت بڑا مقام رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے اپنے وقت میں لوگوں نے انہیں مصائب سے دوچار کیا اور کافر بھی کہا۔ ان بزرگوں کی فہرست ملاحظہ کیجئے۔

۱:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲:۔ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
۳:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
۴:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
۵:۔ حضرت محمد الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ
۶:۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۷:۔ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ
۸:۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
۹:۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۱۰:۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ
۱۱:۔ حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ
۱۲:۔ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
۱۳:۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۱۴:۔ حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵:۔ حضرت امام حنان رحمۃ اللہ علیہ
۱۶:۔ حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ بن عطا
۱۷:۔ حضرت ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸:۔ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ
۱۹:۔ حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ
۲۰:۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱:۔ حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲:۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳:۔ حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ
۲۴:۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵:۔ حضرت مزید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۲۶:۔ حضرت علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ
۲۷:۔ حضرت صوفی شعیب ابن الحسن مغربی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸:۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹:۔ شیخ الاشراق حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
۳۰:۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی
۳۱:۔ حضرت شیخ عزالدین عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
۳۲:۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
۳۳:۔ حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۴:۔ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ
۳۵:۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶:۔ حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ
۳۷:۔ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸:۔ حضرت سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ
۳۹:۔ حضرت شیخ علائی رحمۃ اللہ علیہ
۴۰:۔ حضرت احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ
۴۱:۔ حضرت صوفی بایزید سرحدی رحمۃ اللہ علیہ
۴۲:۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۴۳:۔ حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ
۴۴:۔ حضرت محمد بن ابراہیم شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
۴۵:۔ حضرت معصوم علی شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ
۴۶:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۴۷:۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ
۴۸:۔ حضرت محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ
۴۹:۔ حضرت سید احمد صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۵۰:۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ
۵۱:۔ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
۵۲ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

ان سب کے ابتلاء کا ذکر کرنے کے بعد آپ "الحکم" کا یہ اقتباس درج کرتے ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا۔

"عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گزرے ہیں۔ ان میں کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اور صاحب برکات تھے .... یہ تو کفر بھی مبارک ہے۔ جو ہمیشہ اولیاء اور خدا تعالیٰ کے مقدس لوگوں کے حصے میں ہی آتا رہا۔

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ درحقیقت عزت وہی عزت ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ انسان تو اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے روحانیت کے انوار سے پرے لوگوں کو دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ کم از کم ایک وقت میں تو ایسا ضرور ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ وقت گذر جانے کے بعد وہی لوگ جنہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور جن کے متعلق بہت بری بری باتیں کہی جاتی ہیں۔ وہ دنیا پر اپنی اصلی حالت میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دنیا ان کی گرویدہ ہو جاتی ہے۔ اور ان کا دل و جان سے احترام کرنے لگتی ہے۔ اور پھر آئندہ احترام بڑھتا رہتا ہے۔

آپ کا خط ملا

محترمہ طاہرہ مبشر صاحبہ بیگم محترم مولانا عبدالرحمن صاحب مبشر لکھتی ہیں

میرے شوہر محترم مولانا عبدالرحمن مبشر صاحب بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے محترم مولانا صاحب سلسلہ احمدیہ کی تائید میں ایک نڈر اور دلیر مجاہد تھے۔ جنہوں نے اپنی بائیس ۲۲ کتب کے ذریعے نہایت قابل قدر خدمات انجام دیں۔ اُن کی تصانیف کی بدولت ان کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

آپ کی وفات کی خبر سن کر حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں اپنے ایک دوست سے محروم ہو گیا ہوں۔ وہ مجاہد آدمی تھے۔ مجھے اُن سے ملنے کی آرزو تھی۔"

محترم قبلہ مولوی صاحب ہم سب کے لئے اور پوری جماعت کے لئے قیمتی سرمایہ تھے اُن کا رویہ ایسے تھا کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ محترم مولوی صاحب میرے ساتھ بہت شفقت رکھتے ہیں۔ آپ خوبرو، خوش گلو، خوش گفتار، خوش کردار، خوش اطوار تھے۔

میں اُن کے عقد ثانی میں آئی تھی۔ مولانا صاحب مجھ سے چالیس سال بڑے تھے لوگ حیران ہوتے تھے اور مجھ سے پوچھتے تھے کہ میں نے انہیں کس طرح قبول کر لیا۔ میں انہیں جواب دیتی تھی کہ تین وجوہ کی بنا پر میں نے انہیں قبول کیا تھا۔

۱۔ قرآن کریم کے خادم تھے۔ سلسلہ کے خادم تھے۔

۲۔ اُن کی پہلی بیوی محترمہ فرخندہ بیگم صاحبہ (جو کہ میری خالہ بھی تھیں) سے مثالی سلوک تھا۔

۳۔ اپنے بہت ہی قریبی رشتہ دار تھے۔

میں نے اُن کی دن رات خدمت کی اور اُن کی بھرپور تیمارداری کی۔ مولانا صاحب مجھے بہت دعائیں دیا کرتے تھے۔ وہ میرے لئے دعاؤں کا ایک خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے۔

میں نے اُن کی سات مفید کتب کی تالیف میں قلمی معاونت بھی کی۔ میں اُن کی ڈاک کا کام بھی کرتی تھی۔

سنہ ۱۹۸۲ء میں میں جب لجنہ ڈیرہ غازی خان شہر کی صدر منتخب ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور حضور کو خط لکھا جس پر حضور نے لکھا کہ "طاہرہ کے صدر لجنہ منتخب ہونے پر مبارکباد۔"

احباب سے درخواست ہے کہ مولانا کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

اسیران راہ مولیٰ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا:۔ محترمہ امۃ الوسیم شاہدہ صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر بخاری صاحب کے جگر کے کینسر کا اپریشن ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں ہو رہا ہے۔

○ محترمہ مسماۃ روشن بی بی کا کامیاب اپریشن ۲۶ فروری ۱۹۹۱ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوا ہے۔

○ مکرمہ ظہور بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عطاء اللہ صاحب ع ۳۵ دارالفضل ربوہ کے پتے کا اپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہے۔

○ مکرم معظم حسین صاحب بلوچ کے دونوں گردے خراب ہو گئے ہیں عنقریب اپریشن متوقع ہے۔

○ مکرم انعام الحق گل صاحب کوارٹرز تحریک جدید کا فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گردے کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم میاں رئیس احمد صاحب لیکچرار راولپنڈی کے والدہ مکرم پیر شمعون عالم صاحب آف اسلام آباد کو کو دل کا حملہ ہوا تھا۔ اب طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔

○ ـــــــ : مکرم ڈاکٹر غلام مقتدا صاحب امریکہ کی خوشدامن محترمہ ممتاز جہاں حنیف صاحبہ لاہور بیماری کے نتیجہ میں بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ وقفوں کے ساتھ بجلی لگوانی ہوتی ہے اور دوائیاں بھی کمزوری کرتی ہیں۔ درخواست دعا عرض ہے۔

(مبارک مصلح الدین احمد)

○ عزیز محمد شفیق میمن ابن ڈاکٹر فقیر محمد صاحب میمن مورو سندھ موٹر سائیکل کے ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں شدید زخمی ہو گیا ہے چہرے اور سر پر چوٹیں آئی ہیں۔ نوابشاہ ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

○ مکرم منور احمد صاحب بسرا ولد چوہدری غلام رسول بسرا صاحب صدر جماعت احمدیہ راؤکے (نارووال) کا میو ہسپتال لاہور میں آپریشن ہوا ہے۔ بعض عوارض کی وجہ سے زخم جلدی مندمل نہیں ہو رہا۔

○ مکرم قاری محمد شریف صاحب آف مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد کی اہلیہ صاحبہ کا ۲۷ فروری کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپریشن ہوا ہے۔ چند ہفتے پہلے بھی آپریشن ہوا تھا۔ کمزوری بہت ہے۔

○ مکرم سیٹھی مجید احمد صاحب ابن مکرم سیٹھی عزیز احمد صاحب سابق مختار عام نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے گردے میں پتھری ہے اس وقت حیدرآباد کے ناج ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم رائے ظہور احمد صاحب ناصر دارالرحمت وسطی ربوہ چند روز سے مثانے اور گردے کی تکلیف سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔

○ ـــــــ ۔ مکرم رانا مبارک احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی نواسی ناجیہ النصر یوکے میں بوجہ کھانسی دو ماہ سے بیمار ہے۔

احباب کرام سے ان کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلان نکاح:۔ مکرم انور احمد صاحب ابن مکرم مولوی گلزار احمد صاحب معلم وقف جدید کوٹلی کا نکاح عزیزہ منور عمر دین صاحبہ بنت مکرم عمر دین صاحب ساکن کوٹلی آزاد کشمیر کے ہمراہ مکرم فضل اللہ طارق صاحب صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بیت الحمد کوٹلی میں مورخہ ۸ فروری ۱۹۹۱ء کو مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

بقیہ: جھلکیاں ص۱ سے آگے

احباب بڑی تعداد میں مدعو کئے گئے تھے۔

○ ہسپتال کے اندر دو کمروں میں نمائش لگائی گئی جہاں ڈاکٹر صاحبان آنے والے مہمانوں کو ڈاکٹری آلات کے بارے میں بتا رہے تھے۔ نمائش کی سجاوٹ اور خوبصورتی بھی دیدہ زیب تھی۔

○ فضل عمر ہسپتال میں اپنی نوعیت کی یہ ایک یادگار تقریب تھی۔ جس کا شہر میں دیر تک چرچا رہے گا۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

کے نامور سرجن محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب ایف آر سی ایس مائیک پر تشریف لائے اور بتایا کہ اب لیبارٹری کے عمل کے نتیجے میں انسانی جسم ایک کھلی کتاب کی طرح واضح ہو چکا ہے لہذا لیبارٹری آج کی طبی دنیا میں بے حد اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فروری ۱۹۵۶ء میں فضل عمر ہسپتال کے قیام کے ساتھ ہی ایک کمرے میں لیبارٹری کا آغاز ہوا۔ لیبارٹری کے موجودہ سب سے سینئر کارکن مکرم لطف الرحمن شاکر صاحب کو لیبارٹری کی تربیت دلوائی گئی۔ بعد میں ان کے ساتھ دیگر اپرنٹیس کارکن بھی مہیا کئے گئے۔ جن میں مکرم محمود صاحب، مکرم مبشر صاحب اور مکرم ظفر صاحب شامل تھے۔ مگر وہ بعد ازاں ادارے سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۷۴ء میں ادارے کے دوسرے سینئر کارکن مکرم انعام یوسف صاحب کو ٹریننگ دلوائی گئی۔ ان کو بلڈ ڈونیشن کی خصوصی تربیت کے لئے پشاور بھجوایا گیا۔ اور ایک لمبا عرصہ یہ دونوں کارکن لیبارٹری کا کام چلاتے رہے۔ چند سال قبل لیبارٹری میں توسیع کی گئی تو نئے اپرنٹس نوجوانوں کی ایک نئی کھیپ بھرتی کی گئی۔ آج کل لیبارٹری دن کے چوبیس گھنٹے کھلی رہتی ہے۔ وقت بے وقت کوئی بھی ٹیسٹ کرنے کے لئے عملہ موجود ہوتا ہے۔ سال گذشتہ میں یکم جولائی سے دسمبر تک ۵ ہزار مریضوں کے دس ہزار آٹھ سو ٹیسٹ کئے گئے جن میں ایک ہزار سے زائد ٹیسٹ فری کئے گئے تھے۔ ۲۵۰ مریضوں کو خون کی ۲۷۵ بوتلیں فراہم کی گئیں۔

مکرم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ خدام الاحمدیہ کی مقامی تنظیم کے تحت فضل عمر ہسپتال میں بلڈ بنک کا مکمل نظام قائم ہے۔ اور اس ضمن میں جس خدمت خلق اور لگن کا مظاہرہ مکرم انوار احمد خان اور ان کے بے لوث ساتھیوں نے کیا ہے اس کو سراہنے کے لئے کوئی بھی الفاظ ناکافی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مکرم ڈاکٹر مبشر صاحب نے بتایا کہ لیبارٹری میں حال ہی میں کمپیوٹرائزڈ نظام متعارف کروایا ہے جس کے تحت چالیس قسم کے ٹیسٹ کئے جا سکتے ہیں اور نتیجہ بھی پرنٹ کی صورت میں مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نیا آلہ فلیم فوٹو میٹر بھی منگوایا گیا ہے۔

مکرم صاحبزادہ صاحب نے اس موقع پر اس ادارہ کے سابق سربراہان کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس ہسپتال کے سب سے پہلے سربراہ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے اپنی عمر کے چالیس سال اس ادارے کی خدمت کی۔ دونوں سینئر کارکنان مکرم لطف الرحمن شاکر صاحب اور ان کے بعد آنے والے مکرم انعام یوسف صاحب کی محنت بھی خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب ایم آر سی پی بھی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جن کو ہمیشہ یہ لگن رہی کہ ہسپتال کی لیبارٹری اعلیٰ سے اعلیٰ ہونی چاہیے۔ مکرم ڈاکٹر عمر الدین صاحب سدھو کی خدمات بھی یادگار ہیں جن کے وقت میں اس لیبارٹری کی تعمیر شروع ہوئی۔

مکرم صاحبزادہ صاحب کے خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

لوگ خوف نہ کھاؤ لیکن سچائی سے دعا ضرور مانگو۔ اگر تمہیں ابھی یہ حوصلہ نہیں کہ منعم علیہم لوگوں کے سرتاجوں جیسا بننے کی کوشش کرو۔ اور خدا سے یہ دعا مانگو کہ جس طرح ان کی زندگیاں گذریں ویسی ہی ہماری زندگیاں بھی گذریں تو پھر ذرا نیچے اتر آؤ۔ نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر دعا مانگو۔ وہاں نہیں ہمت پڑی تو اس سے نچلی سیڑھی پر کھڑا ہو کر دعا مانگ لو۔ وہاں نہیں ہمت پڑی تو اس سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر دعا مانگ لو۔ سب سے آخری چوکھٹ پر کھڑے ہو جاؤ صالحین کے اندر ہر قسم کے لوگ شامل ہیں ایسے بھی ہیں جن سے کمزوریاں بھی سرزد ہوئیں جن کے اندر زیادہ بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں تھی۔ اللہ ان سے درگذر فرماتا رہا۔ مگر کسی میں تو ضرور شامل ہو اور کچھ نہ کچھ ایسے نمونے دکھاؤ جیسے انعام پانے والوں نے اس سے پہلے دکھائے ہیں۔ تو دیکھئے یہ سورۃ فاتحہ کی دعا ہمیں کن کن راہوں سے گذارتی رہی ہے۔ کن کن نئے مطالب اور معارف کے جہان ہمارے سامنے کھولتی چلی جا رہی ہے۔ اور کھولتی رہی ہے۔ اور کس طرح ہمیں رفتہ رفتہ سلیقہ سکھاتی ہے۔ تربیت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کس طرح ادا کرو۔ اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ۔ کس طرح اس سے دلی تعلق قائم کرو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج خدا کے فضل و کرم سے فضلِ عمر ہسپتال ایک ہمہ گیر ہسپتال بن چکا ہے

جدید لیبارٹری کے افتتاح کے موقعہ پر ایڈمنسٹریٹر کرنل ایاز محمود خان صاحب کا خطبۂ استقبالیہ

ربوہ ــــ فضل عمر ہسپتال ربوہ کی جدید لیبارٹری کے افتتاح کے موقع پر ادارے کے ایڈمنسٹریٹر مکرم کرنل ریٹائرڈ ایاز محمود خان صاحب نے خطبہ استقبالیہ میں بتایا کہ فضل عمر ہسپتال کا قیام جماعت احمدیہ کے ان نظریات کا اظہار ہے کہ روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ جسمِ انسانی کی حفاظت اور علاج بھی بھرپور توجہ کا مستحق ہے۔

انہوں نے فضل عمر ہسپتال کے بارے میں بتایا کہ ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کو جماعت احمدیہ کے دوسرے امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس کی بنیاد رکھی اور ۱۹۵۸ء میں افتتاح فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں بلاتفریق مذہب و ملت طبی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ شروع میں یہ ہسپتال چند کمروں پر مشتمل تھا جس میں بہت ناکافی سہولتیں میسر تھیں۔ آج خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ایک ہمہ گیر ہسپتال بن چکا ہے جو تمام بنیادی سہولتوں سے مزین ہے۔ ہسپتال کو ڈاکٹروں اور پیرامیڈیکل سٹاف کی بہترین ٹیم میسر ہے۔ میڈیسن، سرجری، گائنی اور آنکھوں کے شعبہ میں ماہرین میسر ہیں دانتوں کا علیحدہ شعبہ ہے۔

اس طرح سے فضل عمر ہسپتال نہ صرف ربوہ بلکہ اس کے ماحول میں شامل دیہات اور دیگر شہروں سرگودھا فیصل آباد جھنگ اور گوجرانوالہ کے شہریوں کو بھی بے لوث اور بے غرضانہ سہولتیں مہیا کر رہا ہے۔

حال ہی میں ہسپتال میں جن نئی سہولتوں کا اضافہ کیا گیا ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے ایڈمنسٹریٹر صاحب نے بتایا کہ خواتین کے لئے الگ استقبالیہ اور چیک اپ کا انتظام کیا گیا ہے۔ وارڈوں میں سردیوں میں ہیٹنگ اور گرم پانی کی ہمہ وقت موجودگی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایئرکنڈیشنڈ سپیشل پرائیویٹ روم کا اجراء کیا گیا ادویات کی فراہمی کے نئے انتظام کے تحت دواساز کمپنیوں سے براہِ راست دوائیں منگوانے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس سے سالانہ تین سے چار لاکھ روپے کی بچت ہو رہی ہے۔ ایمرجنسی روم میں سہولتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مریضوں کی سہولت کی خاطر ایک نئی ایمبولینس خریدی گئی ہے۔ جبکہ پہلے سے موجود ایک ایمبولینس کی ہمہ وقت فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ مختلف کمروں میں باہمی رابطے کو مؤثر بنانے کے لئے انٹرکام لگایا گیا ہے جس پر ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ خرچ ہوئے ہیں اس کی فراہمی پر ہم جماعت احمدیہ اسلام آباد کے بے حد ممنون ہیں۔ برقی رَو کی بہتر فراہمی کے لئے واپڈا سے ایک نیا ٹرانسفارمر صرف ہسپتال کے لئے لگوایا گیا ہے اس طرح ایسی مشینیں جو کم وولٹیج کی وجہ سے کام نہیں کر رہی تھیں استعمال میں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ اس پر صرف ہونے والا روپیہ صدر انجمن احمدیہ نے فراہم کیا۔ قریباً تین لاکھ روپے کی لاگت سے لیبارٹری میں جدید مشینیں نصب کی گئیں جن کا آج افتتاح کیا جا رہا ہے۔ اس کی دو منزلہ بلڈنگ بنائی گئی ہے جس میں مریضوں کی سہولت کے لئے کئی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اب کئی ایسے ٹیسٹ جن کے لئے ربوہ سے باہر بڑے شہروں میں جانا پڑتا تھا اپنے ہسپتال ہی میں ہو سکیں گے مکرم کرنل صاحب نے بتایا کہ ای سی جی کی ایک نئی مشین خریدی گئی ہے۔ ہسپتال کی جملہ نرسز کے لئے ایک ہنگامی تربیتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس سے نہ صرف نرسز کو مالی طور پر فائدہ ہوا بلکہ مریضوں کی نگہداشت کا معیار بھی ترقی پا گیا ہے۔ رات کے وقت خواتین کارکنات کی ہسپتال آمد و رفت کے لئے گاڑی کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ ایک نو تعمیر شدہ وارڈ اپنی تکمیل کے آخری مراحل سے گذر رہا ہے۔

نرسز ہوسٹل تقریباً مکمل ہے جلد رہائشی مقاصد کے لئے استعمال ہونا شروع ہو جائے گا چار مزید ڈاکٹروں کو رہائشی سہولت ہسپتال کے احاطے میں مہیا کی گئی ہے۔

آئندہ منصوبوں کا اجمالی تذکرہ کرتے ہوئے مکرم کرنل صاحب نے بتایا کہ ایک سال کا فوری منصوبہ اور پانچ سال کا طویل المیعاد منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس کے تحت بعض تفصیلی سفارشات طے کی گئی ہیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے جلد عمل میں لائی جائیں گی۔ مکرم کرنل صاحب نے بتایا کہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بڑی فراخدلی سے ہسپتال کو امداد مہیا کی جاتی ہے چنانچہ حالیہ سال میں خطیر رقم صدر انجمن نے ادا کی ہے جس سے ہسپتال کے خدمت خلق کے معیار کو بہتر بنانے میں نمایاں مدد ملی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ موجودہ مالی سال کے پہلے چھ ماہ میں کل ۴۶،۷۱۸ مریضوں کا علاج کیا گیا جن میں سے ۲۳،۸۷۲ کارکنان سلسلہ تھے اور ۵،۴۹۷ نادار افراد تھے۔

آخر میں کرنل ایاز محمود خان صاحب نے لیبارٹری کے سامان کو از سر نو ترتیب دینے پر مکرم داؤد احمد صاحب کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح ادارۂ تعمیرات مرکزی نے عمارت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں جو مدد کی اس کا بھی شکریہ ادا کیا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وفاقی وزیر بلدیات مولانا عبدالستار خان نیازی نے وفاقی کابینہ سے استعفیٰ دے دیا ہے انہوں نے خلیج کی پالیسی اور شریعت بل کے مسائل پر حکومت سے اختلاف کی وجہ سے استعفیٰ دیا ہے۔ انہوں نے یہ استعفیٰ اسلامی جمہوری اتحاد کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کے فوراً بعد دیا۔ اس میٹنگ میں وزیراعظم نواز شریف نے خلیج کی پالیسی پر ان کے بیانات پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

○ لیفٹیننٹ جنرل آصف نواز کو چیف آف جنرل سٹاف بنا دیا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے وزیر خارجہ نے اقوام متحدہ کی خلیج میں جنگ بندی کی قرارداد پر سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں عراق کے عوام کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ اس قرارداد میں اقوام متحدہ نے اقتصادی پابندیاں جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔

○ برطانوی وزیراعظم مسٹر جان میجر روس کے دورے پر ماسکو پہنچ گئے ہیں خلیج کی جنگ کے بعد وہ پہلے یورپی لیڈر ہیں جو ماسکو گئے ہیں۔

○ برطانوی وزیراعظم جان میجر نے اعلان کیا ہے کہ امکان ہے کہ برطانوی فوجیں خلیج سے ۳ ہفتے میں واپس آجائیں گی۔

○ امریکی صدر بش اپنے یورپی حلیفوں سے مل کر خلیج کا معاملہ حل کرنے کی بات چیت کی غرض سے جلد فرانس آئیں گے اس کے بعد وہ برطانیہ بھی جائیں گے۔

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 75/-
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس 90/- ATHRA COURSE
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون : ۷۷۱ ، ۶۰۶ ، ۶۰۷

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر : ۴۳۱ آفس : ۵۲۱

پتہ